مناظر اعظم علی الاطلاق مظہر اعلیٰ حضرت
شیر بیشۂ اہل سنت ابو الفتح محمد حشمت علی خانصاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان
عسکری اکیڈمی
جامعہ اہلسنت حشمت الرضا
کرنیل گنج، کانپور،
(یوپی)

لَا یُرَدُّ الطَّیبُ فَاِنَّهٗ خَفِیفُ الْمَحْمِلِ ط

یہ مبارک رسالہ ہدایت قبالہ در بارۂ جواز صندل مزارات طیبات اولیائے عظام علماءِ اسلام وصلحائے کرام جس میں نہ صرف ثبوت جواز بلکہ تصریح علمائے اہلسنّت اثباتِ استحسان واستحباب ہے

مسمیٰ بنام تاریخی مشعر سال اختتام تالیف

عِطْرُ الصَّنْدَلُ فِیْ اَنَّھَا یَجُوْزُ عَلٰی قَبْرِ الْوَلِیِّ الصَّنْدَلُ

مُلقب بلقب تاریخی مشعر سال ابتدائے تالیف

پاکیزہ قولِ فیصل در استحسانِ صندل

۱۳ ھ ۴۹

﴿ تالیف ﴾

مناظر اعظم علی الاطلاق شیر بیشہ سنت مظہر اعلیٰ حضرت ابوالفتح عبید الرضا حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسب فرمائش

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت شیر ہندوستان شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خانصاحب قبلہ حشمتی رضوی برکاتی قادری دامت برکاتہم القدسیہ

تقسیم کار

مکتبہ حشمتیہ حشمت نگر، پیلی بھیت شریف

9897552954, 9411283326

مظہر اعلیٰ حضرت در آئینہ تحریر اعلیٰ حضرت

ولد مرافق غیظ المنافق

عزیزی مولوی حافظ حشمت علی قادری برکاتی لکھنوی

زادہ اللہ تعالیٰ من فیضہ الخفی و الجلی

(الطاری الداری لہفوات عبد الباری صفحہ ۶۹)

کتاب ملنے کے پتے

☆ جامعہ اہلسنت دار العلوم حشمت الرضا، حشمت نگر، پیلی بھیت شریف

☆ الجامعۃ الحشمتیہ نور العلوم پرا ماہم پوسٹ بنگواں ضلع گونڈہ یوپی

☆ شیر رضا اکیڈمی، وسئی، ممبئی

☆ فدائے حضور مظہر اعلیٰ حضرت محب سنیت جناب الحاج محمد ہارون ڈوسہ صاحب حشمتی منیش مارکیٹ ممبئی

☆ بزم رضائے حشمت نرائن نگر، ممبئی

☆ ATTS (عالمی تحریک تبلیغ صداقت، حشمت نگر، پیلی بھیت شریف)

رنگ خامۂ رضا

الحمدللہ خامۂ برق بار رضا خرمنِ سوزیِ نجدیت میں

سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے (فتاویٰ رضویہ)

﴿منجانب﴾

☆

برادر دینی جناب الحاج تجمل حسین صاحب حشمتی
نرائن نگر ممبئی

☆

برادر دینی جناب الحاج بشیر احمد صاحب رضوی
نرائن نگر ممبئی

خانقاہ برکاتیہ اور حضور مظہر اعلیٰ حضرت

☆☆☆

از تاجدار مسند مارہرہ سند الحکمأ سید العلمأ حضور
سید آل مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمۃ
والرضوان سجادہ نشین آستانۂ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ
و صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلمأ

☆☆☆

خدارا ولی بود حشمت علی — نبی را رضی بود حشمت علی
بفیضان بو بکر صدیق اکبر — نقی و صفی بود حشمت علی
زفاروق وعثمان ضیائے گرفت — بدین علی بود حشمت علی
ز نورِ قدوم شہِ غوث اعظم — بہی و سنی بود حشمت علی
زفیض رضا ز برکات قاسم — رفیع و ذکی بود حشمت علی

بوصفش چوں پرسید سیدؔ زہاتف
بگفتا تقی بود حشمت علی

اہلسنت کا سہارا ہند میں بعد رضا

از قطب رائچور حضرت علامہ مولانا مخدومی **ابو محمد سید چندہ حسینی** صاحب قبلہ صوفی اشرفی علیہ الرحمۃ

شیر سنت رہنما حشمت علی خاں قادری
مظہر احمد رضا حشمت علی خاں قادری

اہلسنت کو بچایا گمرہی سے آپ نے
رہبر راہ ہدیٰ حشمت علی خاں قادری

معترف شیرانہ ہمت اور حق گوئی کے ہیں
سب تیری اے مقتدیٰ حشمت علی خاں قادری

اہل بدعت کافر و مرتد کو اہل شرک کو
سرنگوں تو نے کیا حشمت علی خاں قادری

دین و سنت کے مجدد نے دیا جو کچھ بتا
اس پہ ہی قائم رہا حشمت علی خاں قادری

اہلسنت کا سہارا ہند میں بعد رضا
ہے ہمارا ہی پیا حشمت علی خاں قادری

غائبانہ ہیں مسلماں شیفتہ شیدا تیرے
دے ہمیں جلوہ دکھا حشمت علی خاں قادری

ناصر الاسلام شیر بیشۂ سنت ہے تو
اجمل انوار و رضا حشمت علی خاں قادری

حامیان حق جو تھے ساکت عن الحق ہو گئے
پر نہ تو خامُش ہوا حشمت علی خاں قادری

ہے دعا صوفی کی سایہ فگن ہم پر رہے
مظہر احمد رضا حشمت علی خاں قادری

پیش لفظ

حضرات صحابۂ کرام وتابعین عظام و ائمۂ مجتہدین کے بعد علمائے اہلسنت قرناً بعد قرنٍ نورِ ایمان سے لوگوں کے قلوب کو منور ومجلیٰ فرمارہے تھے۔ مَااَنَاعَلَیْہِ وَاَصْحَابِی سے مؤمنین کی زندگیاں روشن تھیں، جنکو حق آگاہی اور خود آگہی کی روشنی ملی، ظلمت وتاریکی سے چھٹکارا اور راہِ نجات ملی......و عاشقانِ رسول محبان اولیاء کرام پیروان علمائے اہلسنت اپنی عقیدتوں کا خراج لیکر محبانِ خدا کے آستانوں پر حاضر ہونے لگے۔ خانقاہوں میں اذکار و افکار کی محفلیں سجانے لگے، روحانی وایمانی بالیدگی بڑھنے لگی، سنیت رسول سے معاشرہ جگمگانے لگا۔

فرقہائے باطلہ کے نام نہاد رہبرانِ قوم نجدی وہابی جنھیں نہ عقبیٰ کی فکر نہ آخرت کا خیال، اپنے عقائد کفریہ کو چھپانے کیلئے فروعی مسائل میں مسلمانوں کو الجھا کر راہِ حق سے بہکانے لگے۔ اور حال یہ تھا کہ ع ''ہر بوالہواس نے حسن پرستی شعار کی'' دیابنہ نے مراسم ومعمولات اہلسنت پر شرک و بدعت ناجائز وحرام کے فتوے گڑھے۔ سالم وفاتحہ چادر وگاگر وصندل کو شرک وبدعت وحرام بتایا........ چنانچہ مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مزاراتِ طیبہ پر گاگر و صندل پر مدلل ومبرہن جواز کا فتویٰ تحریر فرمایا۔ دیوبندیوں نجدیوں وہابیوں کا ردّ بلیغ فرما کر انکے مکروفریب کا پردہ چاک کیا۔ اور فرمایا۔

چھوٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا غم

چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں عرس کے قبل اگلے روز اولیائے کرام کا صندل نکالتے ہیں تمام شہر میں مع جلوس کے گشت کراتے ہیں جس سے بد مذہبوں کے دل میں بزرگانِ دین کا رعب و عظمت غالب رہے بعد کو صندل چڑھایا جاتا ہے۔ قبر شریف پر ختم قرآن کرکے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ فعل کرنا کیسا ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا فعل کفار کا ہے؟ کیا بزرگانِ دین کی قبروں پر صندل چڑھانا لگانا مشرکوں کا طریقہ ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا حرام ہے؟ کیا یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے؟ کیا جو چیز قبر پر چڑھتی ہے وہ حرام ہے؟ ہمارے شہر بھڑوچ میں راندیر ضلع سورت سے ایک نظم گجراتی میں تقسیم کی گئی ہے اُس میں لکھا ہے کہ صندل قبروں پر چڑھانا حرام ہے اور یہ فعل کفار اور مشرکوں کا ہے۔ وہ نظم اس کے ہمراہ رکھی ہے اسی لئے اب جو حق ہو وہ تحریر کریں مع مہر بینوا توجروا۔

مولوی حاجی محمد عباس میاں ولد مولوی حاجی محمد علی میاں صدیقی عفی عنہ لال بازار چناروا ڑ بھڑوچ

الجواب اللهم هداية الحق والصواب . الجواب هو الموفق بالحق والصواب

اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ پر صندل لگانا اور لگانے سے پہلے اس کو شہر میں گشت کرانا اور اس کے ساتھ نعت شریف یا اشعارِ منقبت بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پڑھنا یقیناً جائز و مباح ہے۔ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں جو اس کو ناجائز کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے کون

سی آیت یا حدیث میں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صندل اٹھانے کو منع فرمایا ہے ائمہ شریعت و اکابر طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کس بزرگؒ نے کس کتاب میں نا جائز بتایا ہے یا شریعت مطہرہ معاذ اللہ وہابی کے گھر کی ہے یا وہابی کو معاذ اللہ اختیار حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہے حرام کرا لے۔ آللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ط (سورہ یونس علیہ الصلاۃ والسلام ۵۹) (اے وہابیو) کیا اللہ نے تم کو خبر دی ہے (کہ صندل اٹھانا حرام ہے) یا تم اللہ پر افترا باندھتے ہو وَلَا تَقُوْلُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلَالٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ (سورہ النحل ۱۱۶) اور جن چیزوں کو تمہاری زبانیں جھوٹ کہہ دیں ان کو مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام اس لئے کہ اللہ پر جھوٹ افترا باندھو بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی آیت یا حدیث میں مزارات اولیاء پر صندل لگانے یا اسکے گشت کرانے کو منع نہیں فرمایا جو اس کو جائز کہتا ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو وہابی ناجائز کہتا ہے بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے وہ ثبوت لائے کہ کہاں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اگر ثبوت نہ دے سکے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ قیامت تک نہیں دے سکتا تو دل سے نئی شریعت گڑھنا خود شارع بننا اور اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کرنا ہے جس بات کو اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں حرام نہیں فرمایا یہ اسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا

تَسْـئَلُوا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوا عَنْهَاحِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْـدَلَـکُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ٥ (المائدہ ۱۰۱) یعنی اے ایمان والو! ان باتوں کو نہ پوچھو جن کا حکم اگر تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں بُرا لگے اور اگر اس زمانہ میں پوچھو گے جس وقت قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ ان چیزوں کو معاف کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا حلم والا ہے۔ کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت مقدسہ نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔

جب تک قرآن پاک نازل ہو رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی اب کہ قرآن عظیم اتر چکا دین کامل ہوگیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا نہ ان سے منع فرمایا ان کی معافی ہو چکی جس میں اب تبدیل نہ ہوگی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وِلِلّٰـهِ الْـحَـمْـد اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ۷)۔ یعنی میرا رسول جو کچھ تم کو عطا فرمائے۔ تو تم اسکو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع فرمائے اس سے باز رہو۔ یہ آیت کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جن امور کا حضور اقدس ﷺ نے حکم دیا وہ فرائض واجبات مستحبات ہیں اور جن چیزوں سے حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا وہ منہیات مکروہات ہیں تو درمیان میں وہ چیزیں رہ گئیں جن کا حضور انور ﷺ نے نہ حکم دیا نہ ان سے منع فرمایا تو ایسی چیزیں نہ واجب ہوسکتی ہیں نہ حرام، لا جرم مباحات میں شامل ہوں گی حضور اقدس ﷺ اگر مزارات پر صندل چڑھانے کا حکم فرما دیتے واجب یا مستحب ہو جاتا منع فرما دیتے حرام یا مکروہ ہو جاتا اب کہ سرکار عالم ﷺ نے صندل اٹھانے

کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا لا جرم جائز و مباح ہے ہاں وہاں اب ہر ایک وہابی، دیوبندی، راندیری، ڈابھیلی، تھانوی، گنگوہی، انبوہی، اندوہی کو اعلان عام و اعلام تام ہے کہ صندل اٹھانے کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اس کی ممانعت پر کوئی حدیث لائے حضور اقدس ﷺ کے کلام معجز نظام سے صندل اُٹھانے کی اس کیفیت کا عدم جواز بتائے ورنہ اپنے گھر میں موںھ چھپائے آئندہ سے شیرانِ بیشہ سنت کو اپنی صورت ہرگز نہ دکھائے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ الحلال وما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله فى كتابه فما سكت عنه فهو مِمّا عفاعنه۔ یعنی جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرما دیا وہ حلال ہے اور جو کچھ اپنی کتاب میں حرام فرما دیا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری حدیث میں ہے حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ ما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو یعنی جسے اللہ و رسول نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ رواہ ابو داؤد عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بحمدہ تعالیٰ احادیث کریمہ ان آیات عظیمہ کی تصدیق و تفسیر اور صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہیں فرمایا وہ معافی میں ہے اب ہم دیوبندی، راندیری سے پوچھتے ہیں کہ اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرسوں میں صندل شریف اس طریقہ پر اٹھانا جو ہم بیان کر چکے قرآن عظیم و حدیث کریم میں کہیں اس کی حلت و حرمت کا تذکرہ ہے یا نہیں اگر ہے تو مرد میدان بنے اور بہت جلد وہ آیت یا حدیث پیش کرے۔ جس میں صندل

اُٹھانے کا تذکرہ ہو اور اگر کہے نہیں تو احادیث و آیت نے فرما دیا کہ شریعت نے جس بات کا کچھ تذکرہ نہ فرمایا وہ جائز و مباح اور اللہ کی معافی میں داخل ہے اللہ کی معافی پر اعتراض کرنے والا دیوبندی یا راندیری شرع سے جاہل یا قصداً متجاہل اور شریعت مطہرہ پر صائل ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا، رہا استحباب تو جب صندل اٹھانے کی کیفیت مذکورہ میں کوئی چیز نا جائز و حرام نہیں اور مسلمانانِ اہل سنت اسے نیت حسن محمود سے کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگر چہ زمانۂ سلف میں کسی نے نہ کیا ہو امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقۂ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

یسمون بفعلهم السنة الحسنه وان كانت بدعة اهل السنة لا اهل البدعة لان النبى ﷺ قال من سن سنة حسنة فسمى المبتدع للحسن مستنا فادخله النبى ﷺ فى السنة فقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذن فى ابتداع السنة الحسنة الىٰ يوم الدينو انه ماجور عليها مع العاملين لها بدوامها فيدخل فى السنة كل حدث مستحسن قال الامام النووى كان له مثل اجور تابعيه سواء كان هو الذى ابتداه او كان منسوبا اليه و سواء كان عبادة او ادبا او غير ذالک. ملتقطا.

یعنی نیک بات اگر چہ بدعت و نو پیدا ہو اس کا کہنے والا سُنّی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی اس لئے کہ نبی ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشادِ اقدس میں قیامت تک نئی نئی اچھی باتوں کے پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور حسنہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا

ثواب اسے ملے گا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اس نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت کی بات ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور وللہ الحمد۔ اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ علماء صلحاء مشائخ کے یہاں مدتہائے دراز سے ہر ہر ملک میں عرس معمول ہے پھر کسی عرس میں صندل اٹھتا ہے کہیں گاگر اٹھائی جاتی ہے کہیں چادر چڑھائی جاتی مسلمان اس میں عام طور پر زمانۂ قدیم سے شرکت کرتے ہیں اور اس کو موجب خیر و برکت جانتے ہیں مستحسن سمجھتے ہیں تو کافۂ اہل اسلام کا عمل اور صالحین کا تعامل کسی چیز کے استحباب کے لئے خود ایک دلیل ہے حدیث شریف میں ہے۔ ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنی جو بات مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے تو ثابت ہوا کہ صندل شریف یا گاگر شریف اٹھانا یا چادر شریف چڑھانا اللہ عزوجل کے نزدیک بھی مستحب و مستحسن ہے وللہ الحمد۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔ (سورۃ الحج ۳۲) یعنی جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بے شک یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور فرماتا ہے جل جلالہ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ (الحج ۳۰) یعنی جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لئے اس کے رب کے پاس بہتر ہے اور شک نہیں کہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ عزوجل کی نشانیاں ہیں تو ان کی تعظیم یقیناً دلوں کی پرہیزگاری اور اللہ عزوجل کے حضور لے جانے کے لئے بہترین تحفہ ہیں اور شک نہیں کہ صندل اٹھانا گاگر لے جانا چادر چڑھانا یہ

سب امورِ تعظیم ایسی ہیں جن سے نہی نہیں ان سے اولیائے کرام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ یہ امور جائز و مستحسن و مستحب ہیں وللہ الحمد۔

عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ کسی مقبول بارگاہ الٰہ کی یادگار میں مسلمان جمع ہوں قرآن عظیم درود شریف پڑھیں خدا و رسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے حلقے ہوں مواعظ حسنہ اور میلاد شریف کے جلسے ہوں کچھ کھانا پکا کر یا شیرینی منگا کر ان سب چیزوں یعنی خیرات و حسنات کا ثواب ان بزرگ کی روح کو پہنچا کر ان کی روحانیت سے فیوض و برکات حاصل کیے جائیں۔ اور شک نہیں کہ عرس کی یہ حقیقت حَقَّۃً یقیناً بلاشبہ جائز و مستحسن و مستحب وثواب اور در حقیقت ذکرِ ملک عزیز وہاب ہے جل جلالہ عم نوالہ اور شک نہیں کہ عرس بطور مذکور کی طرف بلانا اللہ عزوجل کی طرف بلانا ہے یقیناً احسن و افضل ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حم السجدہ ۳۳) یعنی اور اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں بے شک مسلمان ہوں۔ اور شک نہیں کہ صندل و گاگر و چادر وغیرہ مراسم عرس جن بزرگان دین نے ایجاد فرمائے اور مصالح کے علاوہ ایک عظیم مصلحت ان کے پیش نظر یہ بھی تھی کہ اس طرح ساری آبادی میں اعلان اور بستی کے تمام مسلمانوں کو خبر ہو جائے کہ آج فلاں بزرگ کا عرس ہے اور مزار پر حاضر ہوں صاحبِ مزار کو سلام کریں فاتحہ پڑھیں ثواب پہنچائیں ذکر خدا اور رسول میں شامل ہوں اور شک نہیں کہ یہ فائدہ ان مراسم میں اب بھی موجود ہے تو یہ مراسم حقیقۃ اللہ عزوجل کی طرف بلانے کے طریقے ہیں۔ تو یقیناً مستحسن و مستحب ہیں

وللہ الحمد شریعت مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ جس مباح بات سے دشمنانِ اسلام جلیں بھنیں ان کے دلوں میں غیظ وغضب کے انگارے بھڑکیں اس کو افضل ٹھہرا دیتی ہے مستحب و مستحسن و باعث ثواب فرما دیتی ہے اگرچہ فی نفسہٖ وہ شئے مفضول ہی ہو۔ مثلاً مسافر کے لیے تین روز اور مقیم کے لیے ایک دن وضو میں موزوں پر ان کے شرائط کے ساتھ مسح کرنا جائز ہے لیکن ان کو اتار کر پاؤں دھونا افضل ہے مگر روافض ملاعنہٗ کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں اس لئے وضو کرتے وقت اگر کوئی رافضی دیکھ رہا ہو تو اس کو جلانے کے لیے موزوں پر مسح کرنا ہی افضل ہے۔ اور اس وقت اسی میں زیادہ ثواب ہے یا حوض اور نہر دونوں موجود ہوں تو اگرچہ حوض سے وضو جائز ہے لیکن نہر سے وضو کرنا افضل ہے مگر معتزلہ مخذولہ کے نزدیک حوض سے وضو ہی جائز نہیں اس لئے اگر وضو کے وقت کوئی معتزلی موجود ہو تو اس کو جلانے کے لئے نہر چھوڑ کر حوض ہی سے وضو کرنا افضل اور باعث ثواب ہے کما نص علی ھاتین المسئلتین الفقھاء الکرام فی مصنفاتھم اور خود قرآن عظیم سے اس کی اصل ثابت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے لَا یُصِیْبُھُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ط (التوبہ ۱۲۰) یعنی مسلمانوں کو اللہ کے راستے میں نہ پیاس پہنچتی ہے نہ بھوک اور نہ کوئی رنج اور نہیں چلتے ہیں وہ کوئی ایسی رفتار جس سے کفار کو جلن ہو اور نہیں پاتے ہیں وہ دشمن کی طرف ۔۔ کوئی تکلیف مگر ان میں نے ہر ایک بات کے بدلے میں ان کے لئے ایک عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع

نہیں فرماتا۔ اور شک نہیں کہ صندل گاگر چادر اٹھانے سے کفار وہابیہ و مرتدین دیوبندیہ دشمنان حضرت الٰہیہ واعدائے آستانہ نبویہ اپنے غم و غصہ میں گھٹ گھٹ کر مرتے ہیں اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رفعتِ شان دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں اپنی بوٹیاں چبا چبا کر تھوکتے ہیں تو ثابت ہوا کہ صندل و گاگر و چادر اُٹھانا مستحسن مستحب باعث ثواب و رضائے رب الارباب ہے وللہ الحمد۔

قال الراندیری۔

مومنو قبروں کو ہرگز نہ لگانا صندل ☆ مشرکوں کا یہ طریقہ ہے چڑھانا صندل

اقول راندیری جی! مشرکوں میں جس قدر باتیں رائج ہوں کیا وہ سب شرعا حرام و ناجائز ہوتی ہیں اگر ایسا ہے تو کڑھی کھچڑی بھی کھانا حرام ہوگا گجراتی زبان بولنا بھی ناجائز ٹھہرے گا گجراتی زبان میں اخبار و اشتہار چھاپنا بھی گناہ ہو جائیگا کہ کڑھی کھانا گجراتی میں بات چیت کرنا گجراتی میں اخبار و اشتہار نکالنا یہ سب گجرات کے ہندوؤں کے طریقے ہیں اور انہیں تینوں پر راندیری جی نہ بدکیں وہ ذرا کھل کر اقرار تو دیں پھر دیکھیں کہ ان کا پاخانہ پیشاب بند ہو جائیگا کھانا پینا حرام ٹھہرے گا اٹھنا بیٹھنا بلکہ سانس لینا بھی دشوار ہوگا کیوں کہ یہ سب باتیں مشرکوں میں رائج ہیں بہتر ہے کہ دیو کے بندے مشرکوں کے ان سب طریقوں کو چھوڑ دیں اور سیدھے عدم آباد کی راہ لیں سُنّی مسلمانوں کو بھی ہر وقت ان کے پیچھے لگے رہنے سے فرصت ملے اور وہ بھولے بھالے سُنّی مسلمان جو دیو کے بندوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں ان پر بابِ ہدایت کھلے اور اگر راندیری جی پلٹا کھائیں اور کہیں کہ یہ تمام باتیں اگرچہ مشرکین میں رائج ہیں مگر ان کے ساتھ خاص نہیں اور ان کے کرنے کے وقت ہمیں موافقت مشرکین کا

خیال بھی نہیں ہوتا اس لئے یہ تمام باتیں جائز ہیں تو بے شک اب ٹھکانے سے آ گئے کسی قوم کے ساتھ تَشَبُّـــہُ اسی بات میں ہو سکتا ہے جو اس قوم کے ساتھ خاص ہو یا اس میں کسی قوم کی موافقت کا ارادہ ہو مزارات پر صندل چڑھانا ہرگز مشرکین کا فعل نہیں اور بالفرض ہوتا بھی تو ان کے ساتھ خاص نہیں نہ معاذ اللہ سُنّی مسلمان ان کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔

قال الراندیری صندل چڑھانے کا ثبوت نہ قرآن و حدیث سے ہے نہ صحابہ و تابعین سے نہ ائمہ اربعہ سے نہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ مشائخ چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ سے لہٰذا صندل چڑھانا حرام ہے۔

اقول یہ راندیری کی ہوس خام ہے ہم ابھی قرآن عظیم و حدیث کریم سے ثابت کر چکے کہ بزرگان دین کے مزارات طیبہ پر صندل چڑھانا گاگر لے جانا چادر چڑھانا جائز و مستحسن و مستحب و ثواب و باعث خوشنودی ذوالجلال والاکرام ہے ان دلائل قاہرہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ صندل چڑھانے کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کس قدر ظلم شدید اور شریعت مطہرہ پر افترائے ناکام ہے۔ دیوبندی مُلّا ہمیشہ دعوتوں میں شیرمال قورمہ اُڑاتے مرغ مسلّم کھاتے گھاس کا حلوہ تنجن مزعفر وغیرہ سبھی ہڑپ کر جاتے ہیں مگر کبھی اپنی اس انوکھی بانکی ترچھی انیلی رسیلی نرالی اچھوتی دلیل کو یاد نہیں فرماتے ہیں قرآن و حدیث سے ان غذاؤں کے کھانے کی سند ملتی ہے نہ صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان کھانوں کا کھانا ثابت ہے انہیں کی دلیل ان کھانوں کو حرام کر رہی ہے کیسی کور باطنی ہے کہ اپنے پیٹ بھرنے کے لئے قرآن و حدیث وغیرہ کچھ یاد نہیں آتے مگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کی جلالت دیکھ کر اپنی بوٹیاں چباتے اور غیظ وغضب کی آگ میں بھن جاتے ہیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ. (سورہ ہود علیہ الصلاۃ والسلام ۱۸)

قال الراندیری جز خدا کے نہیں جائز ہے کسی کی بھی نیاز

اقول مگر دیوبندی دھرم میں کسی نبی یا ولی کی نذر و نیاز کرنے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہے (دیکھو دیوبندیوں کے گرو گھنٹال اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۸) اسی وہابی دھرم میں بزرگانِ دین کا عرس کرنے والا کافر ومشرک ہے۔ (دیکھو دیوبندیوں کے امام نافر جام اسمٰعیل دہلوی کی تذکیرالاخوان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۸۶ سے ۸۸ تک) اور گنگوہی و نانوتوی و تھانوی کے پیر اور انیٹھی راندیری کے دادا پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے ملفوظات شمائم امدادیہ مصدقہ اشرفعلی تھانوی مطبوعہ قومی پریس لکھنو کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولینا رم کی نیاز بھی کی جائیگی گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے واسطے نہیں بلکہ نا جائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہونچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تعاون میں عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کہ کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر

اس سرداران عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا (الیٰ قولہ) جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں نـــم کنومة العروس عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اسمیں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوا اس عبارت سے چند فائدے حاصل ہوئے اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی نیاز جائز ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں شیرینی اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے میلاد شریف جائز ہے بوقت ذکر ولادت قیام تعظیمی کرنا جائز ہے اس میں کوئی گناہ نہیں نیاز اولیا اور میلاد شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عرس دن مقرر کر کے کرنا جائز ہے اس میں کوئی گناہ لازم بھی نہیں آتا عرس کی اصل حدیث شریف سے ماخوذ ہے عرس یا میلاد شریف یا نیاز اولیاء میں اگر جاہل لوگ خلاف شریعت باتیں شامل کردیں تو بھی عرس و میلاد شریف اور نیاز اولیاء کو روکنا جائز نہیں بلکہ ان نا جائز باتوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہئے اب حاجی صاحب نیاز اولیاء و عرس بزرگان دین کو جائز کہہ کر اسمٰعیل دہلوی کے فتویٰ سے ڈبل کافر و مشرک ہوئے اور سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ دھرم کے نئے قرآن تقویۃ الایمان پر سر منڈا کر حاجی صاحب اور گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و تھانوی کے کافر و مشرک جہنمی ہونے پر ایمان لائے ہو یا ان پانچوں کو مسلمان کہہ کر اپنے گرو گھنٹال اسمٰعیل دہلوی کو کافر مرتد دوزخی بتاتے ہو۔ الحمد للہ دیوبندیت ملعونہ کا اگلا راستہ شمائم امدادیہ نے بند کردیا اور پچھلا راستہ اسمٰعیل دہلوی بند کر چکا اب نہیں معلوم راندیری جی کس طرح اپنی مشکل کشائی کرائیں گے۔

كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ القلم ۳۳)

قال الراندیری۔ چیز جو قبر پر چڑھتی ہے وہ ہوتی ہے حرام

اقول۔ اوّلاً دیو کے بندے جو مزارات اولیاء کو معاذ اللہ بُت جانتے ہیں وہ آپ ہی تبرکِ مزارات بزرگان کو بت کے چڑھاوے کی طرح حرام جانیں گے مگر وہ ملعون ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں محبوبانِ الٰہی کی طرف جو چیز منسوب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور متبرک ہے۔ امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقۂ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔ ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذرلهم بتعليق ذالك على حصول شفاء اوقدوم غائب فانه مجازعن الصدقة على الخادمين لقبورهم كما قال الفقهاء فى من دفع الزكاة لفقير وسماها قرضا صح لان العبرة بالمعنى لا باللفظ یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور اولیاء وصلحا کے مزارات سے برکت لینا اور بیمار کی شفا۔ یا مسافر کے آنے پر اولیائے کرام کے لئے منت ماننا کہ مقصود محض ان کے مزارات کے خادموں پر تصدق ہے جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکاۃ دے اور قرض کا نام لے زکاۃ ادا ہوگئی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا...... کیوں راندیری جی اب سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ حقیقۃً متوسلین اولیاء پر تصدق ہے۔

واقول ثانیا راندیری جی! کچھ گھر کے اندر کی بھی خبر ہے تمہارے گرو گھنٹال رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند کے صفحہ ۱۱۹ پر لکھا۔

مسئلہ: ہنود تیوہار ہولی یا دیوالی میں استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا اُستاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب : درست ہے کیوں راندیری جی! جب تمہارے ناپاک دھرم میں ان پوریوں کچوریوں کا کھانا جائز ہے جو ہولی دیوالی کی پوجا میں چڑھائی جاتی ہیں تو تبرکؑ مزاراتِ اولیاء کو کس منہہ سے حرام کراتے ہو مگر ہاں تم کو صرف محبوبانِ خدا سے عداوت ہے شیطانوں اور مشرکین کے دیوتاؤں سے تو تمہیں گہری الفت ہے اسی لئے تمہارے دھرم گرو رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۵ پر لکھا۔ محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں مسلمان سُنّی بھائیو! گنگوہی خانگی شریعت تو دیکھو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت براویت صحیحہ اور حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کے شربت کے حرام کرانے کو رافضیوں کے ساتھ تَشَبُّہ سوجھا مگر ہولی دیوالی کی پوریوں کچوریوں سے اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے کے وقت ہندوؤں کے ساتھ تَشَبُّہ دیکھائی نہ دیا کیا دیوبندی دھرم میں رافضیوں کے ساتھ تَشَبُّہ حرام اور ہندوؤں کے ساتھ تَشَبُّہ حلال ہے؟ حالانکہ حضور شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شہادت بروایت صحیحہ بیان کرنا یا حضور کی نیاز دلانا ہرگز روافض کے ساتھ خاص نہیں عامۂ اہل سنت میں یہ اُمور بلانکیر رائج ہیں نہ اہل سنت ان باتوں میں رافض ملاعنہ کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں مگر ہولی دیوالی کی کھیلیں پوریاں تو یقیناً ہندوؤں ہی کے ساتھ خاص ہیں مگر ہے یہ کہ دیو کے بندوں کو مہادیو کے بندوں کی طرف داری اور ان کے دیوتاؤں کی حمائیت اور اہل اللہ کی عداوت و مخالفت لازم ہے۔ خذلھم اللّٰہ تعالیٰ

قال الرانديری جو شخص صندل کو جائز مانتا ہو وہ مرد میدان ہو کر آئے اور قرآن و حدیث و صحابہ و ائمہ کے قول سے ثابت کر دکھائے۔

اقول۔ ارے بے دینو! صندل کے جواز اور عدم جواز پر بحث کرنے کے لئے اس قدر ہمکتے ہو اور اپنے کفر و ارتداد پر مناظرہ کے نام ہی سے اپنے گھروں میں دبکتے ہو تم نے خدائے قدوس جل جلالہٗ کو جھوٹا کہا حضور انور ﷺ کے سب سے پچھلے نبی ہونے سے انکار کیا حضور مالک دو عالم ﷺ کے علم مبارک کو اپنے پیر ابلیس ملعون سے کم بتایا اپنے بزرگ ابلیس ملعون کو خدا کا شریک ٹھہرایا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم کے مثل گایا مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے ہندوسندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و دکن وکوکن و بلوچستان وکاٹھیاواڑ و گجرات کے دوسو اڑسٹھ ۲۶۸ علمائے اہل سنت و مفتیان دین وملت و مشائخ طریقت نے تم پر اور جو تمہارے ان کفریات پر مطلع ہو کر تمہارے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھیں ان سب پر کفر وارتداد کا فتوی صادر فرمایا دیکھو حسام الحرمین شریف والصوارم الہندیہ دیو کے بندو! عقیدوں کے گندو ابلیسی پھندو! صندل یا گاگر یا چادر یا عرس کو تمہیں حرام کرانے کا کیا حق ہے پہلے اپنے کفریات سے توبہ کرکے مسلمان تو بنو مسلمانی کے سایہ میں تو آؤ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت تو دو اپنے اور اپنے بڑوں کے اوپر سے کفر و ارتداد کے پہاڑ تو ہٹاؤ اپنے ناپاک چہروں سے دیوبندیت و ہابیت کے کالے ٹیکے تو مٹاؤ اس کے بعد پھر جس مسئلہ پر تمہاری خواہش ہوگی سُنّیوں کا ایک ایک بچہ بعونہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری دہن دوزی وسرکوبی کے لئے آمادہ و تیار ہے۔

والحمد لله العزيز الغفار والصلوٰة والسلام علی حبیبه المالک المختار المطلع علی الغیوب والاسرار و آله واصحابه الاخیار و ابنه الغوث الاعظم و اولیاء امته الاطهار و علینا وعلی سائر امته الیٰ یوم القرار آمین۔

والله و رسوله اعلم جل جلاله وٗ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال بفمه وامر برقمه و صححه بقلبه کلب من کلاب الجنة النبویة عبد من عبادا الحضرة القادریه احد فقراء الاستانة الرضویه الفقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد المدعو بحشمت علی خان القادری الرضوی اللکنوی غفرله ولا بویه واخویه واهله ربه المولی القوی بحرمة النبی والولی علی جده وعلیه الصلوٰة والسلام۔

تصدیق خانقاہ مارہرہ شریف

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

دار قطنی نے ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان الله فرض فرائض فلا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها فی المرقاة دل علیٰ ان الاصل فی الاشیاء الا باحة کقوله تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ (البقرہ ۲۹)

بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں نہ چھوڑو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان پر جرأت نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر بھول کے سکوت فرمایا (یعنی انہیں نہ فرض بیان فرمایا

نہ حرام) تو ان سے بحث نہ کرو (انہیں اپنی طرف سے فرض و حرام نہ ٹھہراؤ)
مرقات میں فرمایا یہ حدیث اس پر دال ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جیسا
کہ یہ ارشاد ربانی کہ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں
ہے یہ بھی اسی پر دال ہے تو ہمارے لئے صندل چڑھانے کی اباحت میں دلیل
اتنی کافی ہے کہ شریعت نے اسے حرام نہ فرمایا۔ جو حرمت و کراہت کا مدعی ہو وہ
نص شرعی پیش کرے ملاّ علی قاری حنفی رسالہ اقتداء بالمخالف میں فرماتے ہیں
من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة هو الصحة و اما القول بالفساد
والکراهة فیحتاج الی حجة من الکتاب او السنة او اجماع الامة۔ کیا
ہے کسی وہابی میں دم کہ وہ مزارات اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر
صندل چڑھانے کے حرام (چہ جائیکہ کفر و شرک) ہونے پر کتاب و سنت و اجماع
امت سے کوئی نص پیش کرے ھَاتُو ابُرھانکم ان کنتم صادقین (البقرة ۱۱۱) اور
قطعاً نہیں پیش کرسکتا تو شریعت پر اپنے دل سے افتراء کیوں گڑھتا ہے۔ قال اللہ
تعالیٰ اِنَّمَا یَفْتَرِیْ الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ اُوْلٰئِکَ ھُمُ
الْکٰذِبُوْنَ. (سورۃ النحل ۱۰۵) واللہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم.

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی
عفی عنہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔

۱۲ رجب ۱۳۵۱ھ

تصدیق علمائے بریلی شریف

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

صندل چڑھانے کی ممانعت کا کوئی ثبوت نہیں لاسکتا قائل جواز متمسک بالاصل ہے کہ اصل اباحت ہے اثباتِ ممانعت ذمہ مانع ہے خالی دعویٰ کب قابلِ اہل خرد ہوئے۔ صندل چڑھانا نہ حرام نہ مکروہ۔ جو اسے حرام بتاتا ہے۔ مکروہ کہتا ہے۔ دلیل پیش کرے۔ ہرگز کوئی آیت کوئی حدیث اس کی حرمت میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ یوہیں دعویٰ کراہت باطل کہ بتصریح علمائے کرام اس کے لئے بھی دلیل خاص درکار۔ لابد لھا من دلیل خاص جومنع کرتا ہے اگر اپنے گھر سے منع کرتا ہے مردود علیہ ہے اور اگر شریعت سے منع کرتا ہے مفتری ہے۔ بتائے کہاں قرآن و حدیث نے منع فرمایا تو اسے حرام ومکروہ بتانا نئی شریعت گڑھنا شریعت طاہرہ پر افتراء کرنا اور بے علم غلط و باطل فتویٰ دینا ہے۔ جس کی نسبت حدیث میں فرمایا۔ من افتی بغیر علم لعنۃ ملئکۃ السموات والارض. جو بے علم فتویٰ دے ملعون ملائکہ زمین و آسمان ٹھہرے تو اس کا کیا پوچھنا جو غلط و باطل فتویٰ دے اور پھر اس کا کیا پوچھنا جو زبردستی مسلمانوں کو بدعتی ومشرک بتائے واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفٰے رضا القادری البرکاتی النوری عفی عنہٗ

صندل چڑھانے کی حرمت کسی سے ثابت نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب عبدالعزیز غفرلہ مدرس مدرسہ اہل سنت بریلی

صح الجواب محمد ابراہیم غفرلہ سمستی پوری

لقد اصاب من اجاب سردار علی غفرلہٗ

صح الجواب محمد حسنین رضا قادری نوری رضوی غفرلہٗ

لقد اصاب من اجاب فقیر تقدس علی رضوی دار العلوم منظر اسلام

ذالک کذالک ابرار حسن صدیقی

ذالک کذالک وانی مصدق لذالک فقیر محمد سردار احمد غفرلهٗ الله احذ لاریب فیه

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر محمد عبدالولی حسنی رحمانی لکھنوی عفی عنہٗ

تصدیق مفتیٔ اجمیر شریف درگاہ شریف

صندل چڑھانے کی حرمت کا قول محض افترا ہے اگر یہ حرام ہے تو اس کی دلیل لائیں۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ (سورۃ البقرۃ ۱۱۱) اور یقیناً اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں لا سکتے یو ہیں جو چیز قبر پر چڑھائی جائے اسے حرام کہنا بالکل غلط ہے اگر یہ لوگ دین رکھتے ہوں تو ایسے اباطیل سے توبہ کرنے کو لازم سمجھیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہٗ

تصدیق مفتیٔ کچھوچھہ مقدسہ

نحمدهٗ ونصلی علی حبیبه الکریم

قبروں پر صندل لگانا نہ کفار کا فعل ہے نہ مشرکوں کا طریقہ اور نہ اس پر کوئی دلیل حرمت راندیری صاحب نے دلیل حرمت تشبّہ بالمشرکین قرار دے کر حرام

بتایا ہے یعنی چونکہ ہندو بتوں پر صندل چڑھاتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ تشبیہ
کی وجہ سے قبروں پر صندل چڑھانا حرام ہے مگر یہاں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یہ
وہی تشبّہ ہے جو منع ہے اس لئے کہ ہر تشبہ منع نہیں ہے چنانچہ وہابیوں کے پیشوا
مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۱۷۴ میں لکھتے ہیں جس
شئے میں شعار میں تَشَبُّـــہُ ہے اس میں کل الوجوہ تشبہ ہے تو منع ہے جیسا مثلاً
تمام وردی نصاری میں سے ایک کلاہ پہنی تو کلاہ من کل الوجوہ مشابہ ہوا اگر اس
کلاہ میں بعض وجہ تشابہ کی ہوگی تو حرام نہ ہووے گی انتہی کلامہ اگر کسی اور کتاب
کے حوالے سے یہ بات لکھی جاتی تو وہابیوں کو اعتراض کا موقعہ تھا مگر ان کے
پیشوا کی کتاب مُسلَّم نے قصہ طے کر دیا اب مسلمانوں کے مزارات پر صندل
لگانے کو ہندوؤں کے بتوں پر صندل چڑھانے کو ملا کر دیکھیں کہ مـــن کـــل
الـوجوہ تشبہٗ ہے بالکل تَشَبُّہُ ہے ہی نہیں وہ بتوں پر ان کو معبود سمجھ کر تقرب
کی نیت سے صندل چڑھاتے ہیں اور یہاں کوئی جاہل مسلمان بھی صاحب مزار
کو معبود نہیں سمجھتا تو پھر تَشَبُّـــہُ کیسا اور حرمت کیسی۔ اسی کتاب براہین قاطعہ
مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ص ۱۱۳ میں
ہے تَشَبُّـــہُ کے لفظ میں اخذ بتکلف ہے سو قصد اور فعل متکلف کا اس میں ہونا
چاہئے بس اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے کوئی کام نادانستہ کیا اور پھر اس کو
خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب بعد علم متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تھا اور اپنے فعل
میں عاصی بھی نہ تھا انتھیٰ بلفظہٖ۔ اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ جن امور میں
کسی کے ساتھ تشبہ لازم آتا ہے اگر آدمی نہ جانتا ہو کہ ان میں تَشَبُّـــہُ ہے اور
نادانستگی کی حالت میں یہ فعل کرتا رہے تو جب تک اسے تَشَبُّـــہُ کا علم نہ ہوگا اس

وقت تک وہ متشبہ نہ ہوگا کہ جو مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ میں داخل ہوا اور نہ گنہگار ہوگا وہابیوں کے پیشوا کی تحریر کے موافق جو مسلمان مزارات پر صندل لگاتے ہیں وہ بالکل بَری ہیں وہ ہرگز مزارات پر صندل لگانا تشبہ بالہنود نہیں جانتے اور جب ان کو ثبوت تشبہ نہیں ہوا تو باقرار مصنف براہین قاطعہ وہ لوگ نہ متشبہ ہوئے اور نہ عاصی اس کی تو ایسی مثال ہوئی کہ کوئی بیہودہ کہنے لگے کہ حجاج بیت اللہ شریف سے واپس ہوتے ہوئے آب زمزم لاتے ہیں تو یہ تو ہنود سے تَشَبُّہْ ہے کیونکہ وہ لوگ بھی اپنی عبادت گاہ سے واپس ہوتے ہوئے گنگا کا پانی لاتے ہیں تو ہر صاحب عقل اس کے جواب میں سوا بریں عقل و دانش بہ باید گریست کے کیا کہے گا اب یہ رہی بات کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین ائمہ دین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ اسے خود کیا نہ کرنے کا حکم دیا نہ ان کے زمانہ میں اس کا رواج تھا لہٰذا حرام و بدعت ہے تو کیا ہر وہ فعل جو قرونِ ثلٰثہ کے بعد ہو وہ مطلقاً حرام و بدعت ہے تو اس قاعدہ سے وہابیوں کے مدارس ان کے وعظ کے جلسے جو بڑے بڑے پنڈالوں میں ہیئت خاصہ کے ساتھ ہوتے ہیں ضرور بدعت و حرام ہونگے کیونکہ تینوں زمانہ اس ہیئت خاصہ کے ساتھ مدارس و جلسے نہ ہوتے تھے اسی طرح ان کے لباس ان کے مکانات نیز لباس و مکان کے سامان آرائش اور یہ انواع و اقسام کے کھانے خود ان کے قاعدہ کلیہ کے حکم سے بدعت و حرام ہو جائینگے کیونکہ قرون ثلٰثہ میں ان کا پتہ نہیں اور جو قرون ثلٰثہ میں نہو یہ لوگ اسے حرام و بدعت کہتے ہیں لہٰذا یہ چیزیں بھی حرام و بدعت ہوئیں مگر انہوں نے یہ ٹھانی ہے کہ بدعت دوسرے کے لئے اور جس میں ان کا مطلب ہو وہ حلال و سنت ہے اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے

اسے عرف میں ادباً نذر و نیاز کہتے ہیں یہ نذر شرعی نہیں اب رہا ایصال ثواب تو اس کی شریعت میں تعلیم دی گئی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ اقدس میں بھی اموات کے لئے ایصال ثواب کیا گیا ہے چنانچہ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کے موافق حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے ایصال ثواب کے لئے کنواں کھدوایا اور فرمایا ھذہ لام سعد یہ حضرت سعد کی والدہ کے لئے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پانی سے ایصال ثواب کرنا جائز بلکہ سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے لئے جو چیز ہو اس کو میت کی طرف منسوب کرنا یہ بھی شرع میں جائز بلکہ حضور نے اس کا حکم فرمایا اس سے وہابیوں کا یہ خیال باطل ہوگیا کہ غیر خدا کا نام لینے سے چیز حرام ہو جاتی ہے اسی حدیث کو وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب صراط مستقیم کے صفحہ ۶۳ میں بایں الفاظ لکھا فرمود چاہ بکن وبگو برائے مادر سعد است۔ اسی صفحہ میں لکھتے ہیں برہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات را ہر عبادت کہ از مسلمان ادا شود ثواب آن بروح کسی از گذشتگان برساند یعنی حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تمام عبادات کو قیاس کرنا چاہئے جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب گزرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے۔

صراط مستقیم کے اسی صفحہ پر یہ بھی ہے۔ پس در خوبی این قدر امراز امور مرسومہ فاتحہ ہائے اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست اب تو مسئلہ ہی صاف ہوگیا خود وہابیوں کے امام نے فاتحہ مروجہ و عرس و نیاز حسب رواج سب کو جائز بتا دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ راندیری اپنے امام پر کیا فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے ایصال ثواب کو نذر و نیاز لکھا ہے اور راندری وہابی نے اسے

حرام بتایا ہے مزارات پر لیجا کر جن چیزوں پر فاتحہ دیجاتی ہے وہ حلال وطیب ہیں جو شخص انہیں حرام بتائے اس سے دلیل حرمت پوچھی جائے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (سورۃ المائدۃ ۸۷) یعنی اے ایمان والو نہ حرام ٹھہراؤ ان پاک چیزوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال فرمایا اور حد سے نہ گزرو بے شک اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ محمد عبدالرشید فتحپوری مدرس ومفتی جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ ۱۵؍صفر المظفر ۱۳۵۱ھ

تصدیق علمائے شہر لودھیانہ (ضلع پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاوارزقنا اجتنابہ

صندل چڑھانا قبور اولیائے کرام و علماء وصلحا رحمہم اللہ تعالیٰ پر تعظیما و اعزازاً جائز ہے جب کہ نیت میں مقصد تعظیم وعزت ولی اللہ مقصود ہو چونکہ اہل سنت و جماعت کو بزرگان دین اولیائے کرام وعلماء وصلحائے عظام سے قلبی محبت ہے اس لئے وہ ان کے ارواح طیبات کی خوشنودی کے لئے تعظیما و تادباً ایسا کرتے ہیں اور عوام کے لئے ان کی عزت وجلال کا اظہار کرتے ہیں یہی ان کی نیت اور مقصود ہے جس کے لئے صحیح حدیث شریف انما الاعمال بالنیات موجود ہے پھر کسی فعل کو حرام کہہ دینا (جو نص صریح کا محتاج ہے) خاص فرقہ

وہابیہ کا نہی حوصلہ ہے کیا کسی آیت شریف میں یا حدیث شریف میں یہ حکم آ گیا ہے کہ قبور اولیاء پر صندل چڑھانا حرام ہے ہرگز نہیں اسی طرح قبور اولیاء علماء و صلحاء رحمہم اللہ پر قبہ بنانا فرش بچھانا چراغ جلانا قندیل جلانا روغن زیتون جلانا یا نذر کے طور پر چڑھانا اور اسی قبیل سے ہے صندل چڑھانا جائز ہے تاکہ صاحب قبر کی تعظیم اور عزت ہو اور عوام کی نظروں میں کسی قسم کی حقارت پیدا نہ ہو اور کفار پر بھی اسلام اور خادمان اسلام کا رعب اور شان و شوکت ظاہر ہو بالکل جائز و مستحسن تفسیر روح البیان جلد اول ص ۸۷۹ ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع یسمی السنة فبناء القباب علیٰ قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبرھم امر جائز اذا کان القصد بذالک التعظیم والاجلال فی اعین العامة لا یحتقروا صاحب ھذا القبر وکذا ایقاد القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء دوالصلحاء من باب التعظیم والاجلال ایضا المقصد منھا مقصد حسن ونذراً زیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورھم تعظیما لھم ومحبة فیھم بلفظه ۔ ترجمہ: بدعت حسنہ وہ ہے جو مقصود شرع کے موافق ہو اس کو سنت کہتے ہیں پس علماء و اولیاء و صلحاء کی قبروں پر قبوں کا بنانا جائز ہے۔ جب کہ صاحب قبر کی تعظیم عوام کی نظروں میں مقصود ہوتا کہ صاحب قبر کو وہ حقیر نہ سمجھیں اور اسی طرح قندیلوں اور چراغوں کا اولیاء صلحاء کی قبروں کے پاس جلانا بغرض تعظیم اور محبت جائز ہے یہی نیک مقصود ہے صندل چڑھانے کا۔

شرح طریقہ محمدیہ حضرت امام نابلسی رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۲۹ مطبوعہ مصر قال الوالدفی شرحه علی شرح الدرر ومن مسائل متفرقة اخراج الشموع

الیٰ راس القبور بدعة وتلاف المال كذا فی البزازیه اھ وهذا اذا خلامن فائدة واما اذا كان موضع القبور مسجدا علی طریق او كان هناک جالس او كان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروح تراب جسد۔كا شراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی یتبرکوابه و یدعو اللہ عنده فیستجابُ لهم وهو امر جائز لامنع منه والاعمال بالنیات الخ ۔ ترجمہ: کہا والد نے اپنی شرح میں جو درر پر لکھی ہے متفرقہ میں سے کہ قبروں کے سرہانے چراغوں کا جلانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے ایسا ہی ہے بزازیہ میں یہ بات اس وقت ہے کہ جب کسی فائدہ سے خالی ہو لیکن جب وہاں قبروں کے پاس مسجد ہو یا راستے پر ہو یا کوئی وہاں بیٹھتا ہو یا قبر کسی ولی کی ہو اولیاء اللہ میں سے یا کسی عالم محقق کی قبر ہو تو ان کی ارواح کی تعظیم کے واسطے جو اس مٹی کو روشن کر رہی ہیں جو ان کے جسد ملمع پر ہے مثل آفتاب روشن کے زمین پر لوگوں کے جتلانے کے لئے کہ یہ ولی ہیں کہ وہ اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے پس یہ امر جائز ہے اس میں کوئی بات مانع نہیں اور مدار اعمال نیتوں پر ہے اھ یہی صورت اولیاء کرام کی قبروں پر صندل چڑھانے میں ہے۔

۳۔ شرح سفر السعادت شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۲ عبارت متن نہی فرمود بر سر قبرہا مساجد بنا کنند یا برگورہا چراغ افروزند بر فاعل آں لعنت کرد اھ عبارت شرح تنبیہ آنچہ مصنف ذکر کرد حق است احادیث صحیح دریں باب زارد واصل سنت در زمان نبوت و خلفائے راشدین وصحابہ ہمیں بود لیکن بعد ازاں ایں تکلفات در مقابر پیدا شد و مفاخرت و مباہات بداں راہ

یافتہ و در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ عظماء دیدہ چیز ہا افزودند از انجا اہبت و شوکت اہل اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہندوستان کہ اعدائے دین از ہنود کفار بسیار اند و ترویج و اعلائے شان ایں مقامات باعث رعب وانقیاد ایشاں است و باعمال وافعال و اوضاع کہ در زماں سلف از مکروہات بودہ در آخر زماں از مستحسنات گشتہ و دفن در جوار قبور صلحاء وحضور و شہود و رساحتِ عزت ایشاں موجب برکت و نورانیت و صفاست و زیارت مقامات متبرکہ و دعاء در آنجا متوارث است و امام شافعی گفتہ کہ قبر امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ وعلی آباۂ الکرام تریاق مجرب است برائے اجابت دعا و زیارت قبور و احترام اہل آں در استقبال وجلوس و تادب ہماں حکم است کہ در حیات بود الخ۔ بلفظہ ترجمہ تنبیہ جو مصنف نے لکھا ہے وہ صحیح ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد مقابر میں تکلفات پیدا ہوئے اور فخر و ناز کا طریقہ نکالا اور آخر زمانہ میں عوام کی نظروں پر خیال کر کے ظاہر مصلحت تعمیر و ترویج مشاہد اور قبور مشائخ پر نظر کر کے اکثر چیزوں کو زیادہ کیا گیا تاکہ بزرگی اور شان و شوکت اہل اسلام اور نیکو کاروں کی ظاہر ہو خصوصا ملک کفار ہندوستان میں جہاں کثرت سے دشمنان دین اہل ہنود کفار رہتے ہیں ان چیزوں کی ترویج اور علو شان ان مقامات کا باعث رعب وانقیاد کفار ہے اور اکثر اعمال و افعال اور طریقے جو زمانہ سلف میں مکروہات میں سے تھے آخر زمانہ میں نیک اور مستحسن ہو گئے اور دفن کرنا قریب یا قبرستان صلحاء میں اور ان کی قبور پر حاضر ہونا عزت و برکت ونورانیت اور صفائی کا موجب ہے اور مقامات متبرکہ کی زیارت کرنا اور وہاں دعا مانگنا متوارث چلا آتا ہے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ قبر

حضرت امام موسیٰ کاظم (ان کے آباء و اجداد اور ان پر اللہ کی سلامتی نازل ہو) کی قبولیت دعا کے لئے تریاق و مجرب ہے زیارت قبور میں احترام اولیاء کرام ان کے استقبال اور جلوس میں ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ ان کی زندگی کی حالت میں تھا فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سُنّی حنفی نقشبندی مجددی مصنف ''آفتابِ صداقت'' مقیم لودھیانہ ۷ ر جمادی الآخریٰ ۱۳۵۱ھ

تصدیق علمائے شہر کوٹلی لوہاران ضلع سیالکوٹ پنجاب

کوئی چیز منع یا حرام نہیں ہوسکتی جب تک کہ شریعت میں اس کی ممانعت ثابت نہیں امام نووی شرح صحیح مسلم کے جلد اول میں لکھتے ہیں۔ والاصل ان لا منع حتی یثبت رسول کریم نے فرمایا الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت فھو مما عفا عنہ یعنی حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے خدا تعالیٰ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا ذرونی ما ترکتکم قرآن کریم بھی اسی کی تائید کرتا ہے چنانچہ فرمایا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسئوکم الایۃ (سورۃ المائدۃ ۱۰۱) تو یہ اصل ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جن باتوں کے متعلق قرآن و حدیث میں ممانعت نہیں وہ اپنی اصل جواز پر ہیں قرآن و حدیث سے جس بات کی بھلائی معلوم ہو وہ بھلی ہوگی اور جس کی برائی ثابت ہو وہ بری اور جس کی نسبت سکوت ہے وہ جائز اور مباح رہے گی اس کو حرام یا ممنوع کہنا شریعت پر افترا ہوگا اللہ فرماتا ہے۔ ولا

تقولو الما تصف السنتکم الکذب ھ35 حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ط (سورۃ النحل ۱۱۶) صندل چڑھانے کی ممانعت نہ کسی آیت میں نہ حدیث میں اس لئے اپنے اصل پر جائز و مباح ہے حرام کے کہنے والا اس کی حرمت کی دلیل بیان کریں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ

تصدیق علمائے کاٹھیاواڑ شہر دھوراجی

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

اولیاء کرام و مشائخ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات مبارکہ پر صندل اور دیگر خوشبو کی چیزوں کا چڑھانا اور لگانا بالکل جائز اور مباح ہے اور نیت خیر ہو تو مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہے اس لئے کہ شریعت مطہرہ نے اس فعل کو صراحۃً و اشارۃً کسی طرح ممنوع قرار نہیں دیا ہے نہ تو خود یہ شرعاً ممنوع اور نہ کوئی ممنوع چیز اس میں جزئی ہو کر داخل اور نہ کوئی ممنوع چیز اس کو لازم غیر منفک جب ان تین امور میں سے کوئی چیز نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ مباح ہے اس کو ناجائز کہنے والے پر لازم ہے کہ اس کی ممانعت دکھائے کہ کہاں سے ثابت ہے آیا قرآن مجید میں اس کو حرام بتایا گیا ہے یا کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ثابت یا کہ اقوال صحابۂ کرام سے یا کہ اقوال تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین سے جب کسی سے بھی اس کی حرمت اور ممانعت ثابت نہیں تو اس کو ناجائز کہنا اور حرام قرار دینا شریعت پاک پر بہتان باندھنا ہے اور ایسا

شخص گویا اپنی نئی شریعت گھڑتا ہے شریعت پاک کا قاعدہ ہے کہ جس امر کو ممنوع قرار نہیں دیا جاتا اس کو جائز قرار دیتی ہے خواہ اس کا جائز ہونا صراحۃً ثابت یا شریعت میں اس سے سکوت ہو یعنی نہ اس کو جائز فرمایا ہو اور نہ ناجائز بلکہ اس کا ذکر ہی نہ ہو اس قاعدہ کو بخوبی سمجھنا چاہئے کہ جس سے شریعت میں خاموشی ہے وہ مباح اور جائز ہے الا ان یحرمه شی اخر بلزومه ۔ کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اب یہ قاعدہ جو کہ ہم نے بیان کیا کسی کے گھر کا بنایا ہوا نہیں بلکہ قرآن کریم اور حدیث شریف اور اقوال مفسرین و محدثین و اقوال فقہاء سے صراحۃً ثابت ہے اب اس قاعدہ کا انکار کرنا گویا کہ قرآن کریم اور حدیث پاک کا انکار ہے والعیاذ باللہ العلی العظیم۔ رب العلمین ارشاد فرماتا ہے هو الذی خلق لكم مافی الارض جمیعا۔ (سورۃ البقرۃ ۲۹) خداوند عالم وہ ذات ہے کہ جس نے تمہارے واسطے تمام چیزیں پیدا فرمائیں معلوم ہوا کہ اصل کے اعتبار سے ہر چیز ہمارے استعمال اور نفع کے لئے بنائی گئی ہے جس طرح جس کو چاہیں استعمال کریں جب تک کوئی حرام فرمانے والی دلیل نہ آئے لہٰذا اگر کوئی حرام فرمانے والی دلیل آ گئی تو وہ چیز حرام ہوگئی ورنہ اباحت کے حکم میں داخل رہی رب اکرم الاکرمین ارشاد فرماتا ہے۔ یایها الذین امنو الا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم وان تسئلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها والله غفور حلیم ۔ (سورۃ المائدۃ ۱۰۱) اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں دریافت نہ کرو کہ جو اگر ظاہر فرمادی جائیں تو تم کو ناگوار معلوم ہوں (یعنی ان سے تم مشقت میں پڑ جاؤ جن کو خداوند تعالیٰ معاف فرما چکا ہے اگر تم قرآن کے نازل ہونے کے وقت میں دریافت کرو گے تو ظاہر

کردی جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے وہ چیزیں معاف فرمادی گئی ہیں کہ جو بیان میں نہ آئیں صراحۃً ثابت. ہوا جس کا ذکر شریعت پاک میں نہ آیا ہو وہ درجۂ معافی میں ہے تو صندل جب کہ اس کی حرمت یا کہ اباحت شریعت میں مصرح نہ ہوئی تو اس قاعدہ سے جائز ٹھہرا نہ کہ نا جائز جو کہ نا جائز قرار دے وہ اول درجہ کا جاہل ہے مسلم و بخاری میں ہے عن سعد ابن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سال عن شئی لم یحرمہ علی الناس محرم من اجل مسئلتہ یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں میں بڑا مجرم وہ ہے کہ جو اس چیز کے بارے میں سوال کرے کہ جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی ہو اور وہ چیز اس کے سوال کی وجہ سے حرام کردی جائے وعن سلمان قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اشیاء فقال الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مماقد عفا عنہ فلا تتکلفن رواہ فی جامع الاصول یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال چند چیزوں کے بارے میں کیا گیا تو فرمایا کہ حلال وہ ہے کہ جسے اللہ نے حلال فرمایا اپنی کتاب میں اور حرام وہ ہے کہ جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جس کو معاف فرما دیا لہٰذا (ان کے حرام کرنے میں) تکلف نہ کرو ان حدیثوں سے آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ جو چیز شریعت میں ذکر نہ آئی وہ اللہ نے معاف کی ہے اور جو چیز کہ اللہ نے معاف فرمائی وہ کسی مرتد دیوبندی قادیانی وغیرہ کے کہنے سے حرام نہیں ہوسکتی اب لیجئے اقوال محدثین ومفسرین وفقہاء۔

علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیرات احمدیہ ص ۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وبالجملة ففی الاية دليل علىٰ كون الاباحة اصلاً فی الاشياء خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ چیز وہ اصل اباحت ہے۔

تفسیر بیضاوی ص ۹۵ میں ہے وهو يقتضی اباحة الاشياء النافعة یہ آیت کریمہ نافع چیزوں کے مباح ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔

تفسیر روح البیان ص ۹۰ میں ہے وقد يستدل بهذا على ان الاصل فی الاشياء الاباحة كما فی الكواشی یعنی اس آیت سے دلیل پکڑی جاتی ہے کہ تمام چیزوں میں اصل مباح ہوتا ہے۔

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مرقاۃ شریف شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں ص ۱۹۰ واحتج بهذا الحديث من قال اصل فی الاشياء الاباحة قبل و رود الشرع حتی يقوم دليل الحظر قبل ورد الشرع حتی يقوم دليل الحظر اسی حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی کہ جو کہتے ہیں کہ حکم شرعی وارد ہونے سے پہلے اصل حالت تمام چیزوں میں مباح ہونا ہے۔ یہاں تک کہ ممانعت کی دلیل قائم ہو جائے۔

ردالمحتار ص ۹۸ میں ہے وصرح فی التحرير بان المختار ان الاصل الاباجة عند الجمهور من الخفية والشافعية یعنی تحریر میں اس کی تصریح کی گئی ہے کہ جمہور حنفیہ شافعیہ کے نزدیک حالت اصل تمام چیزوں میں مباح ہونا ہے الحمد للہ رب العالمین کہ آیت قرآنیہ اور احادیث صحیحہ و اقوال محدثین ومفسرین وفقہاء سے صراحتہ ثابت ہوا کہ وہ چیزیں جن کو شریعت نے حرام نہ فرمایا اور ان کا ذکر نہ آیا وہ مباح ہیں لہٰذا صندل کسی قبر پر ملنا چونکہ

قرآن کریم حدیث شریف اقوال ائمہ اقوال صحابہ سے اس کی ممانعت ثابت نہیں لہٰذا بالکل جائز ہے اب اگر اس میں نیت خیر ہو تو بہتر اور مستحسن ہے جیسا کہ مرقاۃ ص ۲۵ میں ہے۔

یعنی یہ مباح چیزیں نیتوں سے مستحسن بن جاتی ہیں جس طرح سے کہ خراب نیتوں سے مباح چیزیں گناہ بن جاتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر جائز کام نیت نیک سے مستحسن بن جاتا ہے اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صندل کو مزارات اولیاء کرام پر کیوں چڑھایا جاتا ہے اور کیوں لگایا جاتا ہے اس میں مصلحت یہ ہے کہ صندل ایک اچھی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہے اور مزارات اولیائے کرام زیارت گاہ خاص و عام ہیں تو اس جگہ عرس وغیرہ کے موقع پر لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس خوشبو سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو اس سے نفع حاصل ہو اور جو چیزیں نفع اہل اسلام کے لئے صرف کی جائیں وہ مباح اور مستحسن ہیں دوسرے خود صاحب قبر اپنی قبر میں اس سے خوشبو حاصل فرماتے ہیں اور یہ خوشبو وغیرہ ان کی خوشنودی کا باعث ہے کیونکہ اولاً تو عام طور سے صاحب قبور اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں

وفیہ دلالة علی حیاة اطیب فی القبر لان الا حساس بدون الحیاة ممتنع اس حدیث شریف میں میت کے قبر میں زندہ ہونے پر دلالت ہے کیونکہ بغیر زندگی احساس عادۃً محال ہے دلالت ظاہرہ ہے کہ عام میت اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً اولیائے کرام و علمائے عظام و مشائخ کرام اپنی کامل زندگی کے ساتھ مع اجسام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ان حضرات کی موت کیا ہے بس ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے ورنہ یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں رزق

کھاتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

مرقاۃ میں ہے۔ وکذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں بل احیاء ولکن لا تشعرون (سورۃ البقرۃ ۱۵۴) دوسرے مقام پر مرقاۃ میں ہے فان سائر الاموات فی القبر یسمعون الکلام والسلام الی ان قال نعم ان الانبیاء تکون حیاتھم علی الوجہ الاکمل ویحصل بعض وراثھم فی الشھداء والاولیاء والعلماء الحظ الاوفر بحفظ ابدانھم الظاھرۃ بل بالتلذذ بالصلوۃ والقراۃ ونحو ھما فی قبورھم الطاھرۃ الی قیام الساعۃ یعنی تمام مردے کلام وسلام سنتے ہیں انبیائے کرام کی زندگی بہت کامل طرح پر ہوتی ہے اور ان کے بعض ورثاء یعنی شہداء اولیاء اور علمائے کرام کو حیاتِ انبیاء سے پورا حصہ ملتا ہے ان کے ظاہرین بدنوں کو محفوظ رکھ کر بلکہ نماز و تلاوتِ قرآن وغیرہ سے لذت حاصل کرتے ہیں اپنی مبارک قبروں میں الیٰ یوم القیام یہ حضرات اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں باوجود یکہ ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اس سے صاف طور سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کی زندگی قبروں میں بطریقِ کامل ہے لہٰذا خود صاحب قبر بھی اس صندل کی خوشبو وغیرہ سے نفع حاصل فرماتے ہیں تو اب صندل کا قبروں پر لگانا بیکار نہیں ہے بلکہ اس سے اتنے فائدے ہیں اس کو بلا دلیل شرعی حرام و نا جائز کہہ دینا سراسر جہالت ہے۔ ہاں دیوبندی وغیرہ دیگر جہلاء اس طرح اس کو ناجائز کہتے ہیں کہ یہ کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ نیز خلفائے

راشدین وائمہ دین کے زمانوں میں نہیں تھا۔ ان کے کلام میں جو جہالت ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ ہر بدعت حرام نہیں جب تک کہ وہ بدعت سئیہ یعنی مقابل سنت نہ ہو جو بدعت کہ حسنہ یعنی اچھی ہو تو اس میں اس بدعت کے نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو ثواب ملتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها۔ جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو اس پر عمل کریگا اس کا ثواب ملے گا بلکہ بدعت تو کبھی واجب بھی ہوتی ہے اور کبھی مستحب اور کبھی مباح تو ہر بدعت کو حرام کہہ دینا حدیث صریح کی مخالفت اور احکام شرعیہ سے جہالت ہے۔ مرقاة میں ہے البدعة اما واجبة تعليم النحو لفهم كلام الله تعالىٰ و رسوله اما محرمة لمذهب الجبرية واما مندوبة كاحداث المدارس وكالتراويح بالجماعة العامة واما مكروهة ملخصا بدعت یا تو واجب ہے جیسے کلام خدا اور رسول کے سمجھنے کے لئے علم نحو کا سیکھنا اور حرام ہے جیسے کہ فرقہ جبریہ وغیرہ کا مذہب یا مستحب ہے جیسے کہ مدرسوں کا تعلیم کے لئے بنانا اور تمام جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا اور یا مکروہ ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہر بدعت حرام نہیں تو صندل کو فقط بدعت کہہ کر حرام کہہ دینا سراسر ظلم ہے۔

اشعة اللمعات میں ہے ص ۱۲۵ بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بدعت است وازانچہ موافق اصول وسنت اوست و قیاس کردہ شدہ برآں آنرا بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف آں باشد بدعت و ضلالت خوانند وکل بدعة ضلالة محمول برایں است وبعض بدعتہا است کہ واجب است چنانچہ تعلیم وتعلم نحو

و بعض مستحسن و مستحب و بعض مکروہ بعض مباح ملخص جاننا چاہیے کہ جو کچھ کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پیدا ہوا وہ بدعت ہے ان بدعتوں سے جو بدعت
کہ سنت و قواعد کے مطابق ہے اور اس پر قیاس کی گئی ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے
ہیں اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بدعت ضلالہ کہتے ہیں اور یہ حدیث کہ ہر
بدعت گمراہی ہے اس بدعت ضلالہ پر محمول ہے۔ باقی ترجمہ مثل سابق۔

ردالمختار میں ہے ص۵۲۴ والا فقد تکون واجبة و مندوبة و مکروهة
و مبــــاحة ترجمہ اسی کی مثل کہ جو اوپر گذرا۔ اب کہاں گئے وہ مُلّا جی کہ جو کہہ
رہے تھے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور حرام ہے۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
مبارک قول اور محدثین و فقہاء کے اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ ہر بدعت
گمراہی نہیں ہاں جو بدعت کے سئیہ ہو وہ ضرور نا جائز ہے اور گمراہی ہے جیسے
خدا میں جھوٹ جیسے عیب کا امکان نکالنا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
میں گستاخیاں کرنا کہ یہ ضرور بالضرور گمراہی کفر اور بدعت سیئہ ہے کہ جس کو
دیوبندی علماء نے ایجاد کیا ہے۔ صندل لگانا ضرور بالضرور بدعتِ حسنہ ہے کہ
جس سے زائرین اور صاحبِ قبر کی روح خوش ہو۔ اچھا گر ہم مان لیں کہ بدعت
گمراہی اور حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والی تو یہ حرام ہونے کا حکم کیا
صرف صندل اور عرس و تعظیم اولیائے کرام پر ہی لگے گا یا مدرسۂ دیوبند کی عمارت۔
اور اس کے لئے چندہ کرنا اور وہاں تعلیم کا نصاب مقرر کرنا اور سالانہ امتحان کے
انتظامات کرنا پڑھنے پڑھانے کے لئے ریل گاڑی میں سفر کرنا بذریعہ خطوط اور
تار کے باتیں کرنا ان امور پر کیوں یہ حکم جاری نہ ہوگا۔ بتایئے کہ مدرسہ دیوبند
اور وہاں کی طرح تعلیمی انتظامات اسی طرح ریل کی سواری اور ڈاک کا انتظام کیا

کسی زمانہ میں تھا یا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانۂ اقدس یا خلفاء راشدین کے زمانے میں اس طرح تعلیمی درسگاہیں ہوا کرتی تھیں کیا اس زمانہ میں ریل کے سفر اور خطوط اور ٹکٹ وغیرہ کام میں آتے تھے تو صندل کو حرام اور نا جائز کہنے والے پر واجب ہے کہ پہلے مدرسہ دیوبند کو پھاوڑے سے ڈھادے بعد میں اس طرف توجہ کرے۔ کیا صندل تو بدعت ہونے کی وجہ سے حرام ہو جائے اور مدرسہ دیوبند جو ہزارہا بدعتوں کا مجموعہ ہے وہ جائز اور مباح اور باعث خیر ہی رہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ حرام اور حلال ہونا دیوبندی صاحب کے فرمانے پر موقوف رہا جسے چاہا اور جس سے راضی ہوئے وہ تو حلال ہوگیا اور جسے چاہا اور جس سے خفا ہوئے اس پر بدعت کا کوڑا مارا اور حرام ٹھہرا دیا اللہ اس ہٹ دھرمی سے بچائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اولیائے کرام کے مزاروں پر صندل وغیرہ خوشبو چڑھانا شرعاً بالکل جائز اور مستحسن ہے اس کی کوئی ممانعت کسی طرح ثابت نہیں ہوتی اور جس کی ممانعت ثابت نہیں وہ جائز ہے۔ واللہ اعلم جس طرح سے صندل ایک خوشبو اور اس سے صاحبِ قبر اور زائرین خوش ہوتے ہیں اسی طرح پھول بھی ایک خوشبو ہے اس کی بھی ممانعت کسی طرح ثابت نہیں ہوتی اس سے منع کرنا بھی جہالت ہے۔ دوسرا نفع اس میں یہ ہے کہ یہ ایک تر چیز ہے اور جب تک تر چیز رہتی ہے تسبیح کرتی ہے اور تسبیح سے صاحب قبر کو اُنس اور اگر عذاب میں مبتلا ہے تو تخفیف ہوتی ہے۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ کو لے کر دو ٹکڑے فرما کر دو قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک تر رہے گی تسبیح پڑھے گی اور مردے کے عذاب میں تخفیف ہوگی اسی طرح یہاں بھی یہ صورت حاصل ہے نیز فقہا نے صراحۃً اس کے جواز کا حکم دیا ہے۔

علامہ ابن عابدین ردالمحتار ص ۸۴۲ میں فرماتے ہیں۔ ویقاس علیہ ما اعتیہ فی زماننا من وضع اغصان الاس ونحوہ ۔یعنی اس قبر کے گھاس کے مسئلہ پر قیاس کیا جائیگا ان باتوں کا جس کا ہمارے زمانہ میں رواج ہوگیا ہے یعنی آس وغیرہ خوشبودار چیزوں کی شاخیں قبر پر رکھنا۔ معلوم ہوا کہ پھول وغیرہ خوشبودار چیزوں کا قبر پر رکھنا باعثِ برکت ہے۔ واللہ اعلم

حررہ العبد المعتصم بذیل نبی آخرالزماں احمد یار خاں

مدرس مدرسہ مسکینیہ جامع مسجد دھوراجی کاٹھیاواڑ

۱۳/ رمضان المبارک یوم جمعہ مبارکہ ۱۳۵۰ھ

تصدیق علمائے بڑودہ

نعم ما اجاب وھو الصواب احقر محمد صدیق بڑودی غفرلہ

مورخہ ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ سید قطب الدین متخلص ''بہ نیّر'' عفا اللہ عنہ

بڑودہ ناگرواڑہ

تصدیق علمائے سورت

صورت مسئولہ میں صندل لگانا نہ حرام ہے اور نہ منع کتب فقہیہ میں صاف تصریح موجود کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جائز جب تک کہ شریعت مطہرہ سے کسی چیز کے حرام یا منع ہونے کی تصریح نہ ہو وہاں تک کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اس کو حرام یا منع کہے جیسا ردالمحتار میں ہے وصرح بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ یعنی علماء حنفیہ وشافعیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اللہ پاک فرماتا ہے۔ یا ایھا

الذین امنو لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم اے ایمان والو اس چیز کو حرام نہ کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے قرآن کریم اور احادیث شریفہ و کتب فقہیہ میں کسی جگہ صندل لگانے کے متعلق حرمت یا منع کی کوئی تصریح موجود نہیں بلکہ خوشبو کے محبوب ہونے کی تصریح موجود۔ واللہ اعلم سید جعفر علی عفی عنہ (مصنف رسائل تعلیم المسلمین و سیرت رسول اکرم)۔

تصدیق علمائے بدایوں

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما فرقہ وہابیہ ضالہ کا عام دستور ہے کہ بغیر دلائل شرعیہ تمام مباح و جائز امور کو حرام و شرک ٹھہراتا ہے حدیث شریف میں ہے ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنی جس بات کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔ علمائے کرام و مشائخ عظام کے فعل و عمل سے اولیاء و شہداء صلحاء و علماء کی قبور و مزارات پر صندل لگانا ثابت ہے لہٰذا وہ حرام و شرک نہیں ہوسکتا بلکہ بمقتضائے حدیث شریف جائز و حسن ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھ کو خوشبو محبوب ہے۔ صندل لگانے میں علاوہ عظمت اولیاء و شہداء کے حاضرین و زائرین کی ترویح ارواح مشام ہے حضرات انبیائے کرام و شہدائے عظام واولیائے فخام کے مزارات کو معاذ اللہ بت بنانا اور ایسے افعال و امور جن سے ان حضرات کی عظمت و شان کا اظہار ہو مشرکین کا فعل ٹھہرانا فرقۂ وہابیہ کا خاص شعار اور سخت گستاخی و بے ادبی ہے ان جہلا و سفہاء نے تو اپنے پیشواؤں کا کفر اٹھایا نہیں جاسکتا اور نہ ان بے دینوں کے اقوال وکلمات کا جواب دیا جاتا ہے جو اُن کے نام نہاد مولویوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم و دیگر بزرگانِ دین کی شان ارفع و اعلیٰ میں

لکھے ہیں صرف فرعی جزئی امور کو نہایت زور شور سے شائع و ذائع کر کے اپنے کفر کو چھپانا دبانا اور بیکار امور و فرعیات میں ٹالنے چاہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ محمد حبیب الرحمٰن القادری غفرلہ دار العلوم قادریہ عالیہ

تصدیق علمائے مراد آباد

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم دین شاعروں کے تخیل کا نام نہیں ہے بہت سے شعراء اپنی بد لگامیوں کے باعث جہنم رسید ہوں گے والشعراء یتبعھم الغاؤن۔ (سورۃ الشعراء ۲۲۴) جو نظم سوال کے ساتھ بھیجی گئی ہے وہ بالکل لغو ہے شریعت طاہرہ میں حرام اس کو کہتے ہیں جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور صندل کی قطعی ممانعت کہیں نہیں نہ قرآن میں حرام نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں علاوہ بریں اس کی ممانعت اصحاب کرام و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین سے بھی ثابت نہیں تو اس کی حرمت کا دعویٰ شریعت پر افتراء اور بہتان ہے رہا یہ کہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے ثابت نہ ہو وہ نا جائز ٹھہرے یہ وہابیہ کی من گھڑت ہے شریعت نے یہ کہیں نہیں بتایا اور وہابیہ کے اس قاعدہ سے لازم آتا ہے کہ اُن کے مدرسے اور تعلیم نصاب اور جلسہ ہائے امتحان و دستار بندی اور تعین اوقات تعلیم اور تعین ایام تعطیل یہ سب امور نا جائز ہوں کیونکہ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے ہیئت کذائی ثابت نہیں لہٰذا شاعر کے تمام ہفوات باطل اور خلافِ شرع ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

العبد المتعصم بحبله المتين محمد نعيم الدين.

تصدیق علمائے رنگون

حضرت سیدی و استاذی شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام مولینا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی دام ظلھم العالی نے جو کچھ تحریر فرمایا بالکل حق وصواب اُس کا منکر وہابی دیوبندی مستحق عذاب ہے میرا کیا منہ کہ حضرت قبلہ کے فتویٰ مبارک پر تصدیق وتقریظ لکھوں البتہ راندیری صندل نامہ کا رد لکھ دینا اور ضمنا فتویٰ مبارک کے مضامین کی طرف اشارہ کرنا مناسب فاقول والتوفیق من اللہ الملک الوہاب

نظم: دوزخی ہو گئے تم کفر جو مانا صندل

سُنّیو شوکت وعظمت سے اٹھانا صندل
با وضو تربت اقدس پہ لگانا صندل

ہے قرآن اور حدیثوں سے یہ بے شک ثابت
مستحب قبر ولی پر ہے چڑھانا صندل

حکم تعظیم شعائر کا خدا نے ہے دیا
ہم نے اس واسطے مندوب ہے مانا صندل

جو مسلمانوں کو محبوب ہے رب کو ہے پسند
مستحب اس لئے ہے گشت لگانا صندل

دیکھ کر ساتھ شامل ہوں عبادت میں لوگ
اس لئے جائز و بہتر ہے پھرانا صندل

منع فرمایا صحابہ نہ اماموں نے کہیں
کس لئے پھر ہوا ممنوع چڑھانا صندل

منع آیا نہ شریعت و طریقت میں کہیں
نہ حقیقت میں ہے ممنوع لگانا صندل

نقشبندی ہو کہ چشتی ہو سہروردی ہو
کوئی کہتا نہیں ممنوع اٹھانا صندل

حنفی شافعی و مالک و احمد حنبل
کس کے مذہب میں ہے ممنوع لگانا صندل

غوث اعظمؓ نے اسے منع کہاں فرمایا
قادریوں کی سعادت ہے یہ لانا صندل

دیو کے بندے اسے دیکھ کے جل مرتے ہیں
اس لئے افضل و بہتر ہے اٹھانا صندل

مستحب جانتے ہیں رب و نبی کے بندے
دیو کے بندوں نے بس شرک ہی جانا صندل

اولیاء سے جسے نسبت ہو تبرک ہے وہ شئی
اے مسلمانوں تبرک بھی بنانا صندل

اولیاء کے لئے جائز ہے شریعت میں نیاز
ہے حلال اس لئے قبروں پہ چڑھانا صندل

دیو کے بندو ذرا پہلے مسلمان بنو
لاؤ ایماں تو پھر ہم کو سنانا صندل

پیر جی عرس کو جائز کہیں کافر بنے تم
دوزخی ہو گئے تم کفر جو مانا صندل

حکم طیب یہ شریعت کا سنا دو سب کو
جائز و افضل و بہتر ہے سجانا صندل

اطلاع

راندیر و ڈابھیل کے تمام وہابیوں دیوبندیوں بالخصوص ابراہیم راندیری و احمد اشرف راندیری و عبدالرحیم راندیری و عزیز گل کابلی و مہدی حسین شاہ جہاں پوری و احمد بزرگ و ڈابھیلی و انور شاہ کشمیری و شبیر احمد دیوبندی کو ہماری طرف سے کھلا چیلنج ہے کہ اگر تم کو اس صندل نامہ میں کچھ شک و شبہ ہو تو اپنے طاغوت اکبر تھانوی کو مرد بناؤ اس کے پاؤں کی مہندی چھڑاؤ اس کو گھر سے نکال کر میدان میں لاؤ شیران بیشۂ سنت کے مقابل میں کفار دیوبندیہ و مرتدین وہابیہ کے کفر وار تداد پر تھانوی سے مناظرہ کراؤ اور اگر اس کی ہمت تم کو نہ ہو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ ہوگی تو پھر تمہیں مرد کے بچے بن کر آگے آؤ۔ سب سے پہلے اپنے بڑوں کے سر سے کفر و ارتداد کے پہاڑ ہٹاؤ اپنی اور ان کی پیشانیوں سے کفریات کے کالے ناپاک ٹیکے مٹاؤ اور اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دلواؤ وہ اکیس مطالبات قاہرہ جو مناظرہ راندیر میں گجرات کے سب دیوبندیوں پر حجارۃ من سجیل منضود (سورۃ ہود علیہ السلام ۸۲) کی طرح نازل ہوئے اور رسالۂ مبارکہ ''راندیر میں سُنّیوں کی فتح عجیب'' میں چھپ کر شائع

ہوئے۔ کم از کم انہیں کے جواب لاؤ ورنہ مسلمانی کے سایہ میں آجاؤ اپنے کفریات سے توبہ کر کے مسلمان بن کر پھر صندل نامہ سناؤ یا جھوٹے ناپاک درس توحید کے گیت گاؤ۔ یا تحفہ عرس کے نام سے اپنی دو ورقیاں چو ورقیاں بازاروں میں گشت کراؤ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے تسکین بالغ کر دینے کے لئے علمائے اہل سنت کا ایک ایک کفش بردار آمادہ وطیار ہے والحمد للہ الواحد القہار۔

فقیر محمد طیب قادری برکاتی نوری دانا پوری غفرلہ ذنبہ المعنوی والصوری یکے از اراکین انجمن نوجوانانِ اہل سنت برما رنگون۔

تصدیق علمائے بنگال

بلا شک وشبہ مزارات طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ان کی عظمت و شوکت کے اظہار کے لئے اس طریقہ سے جو فتوائے پیلی بھیت میں مذکور ہوا یقیناً جائز و مستحسن و مستحب وروا ہے اس کو ناجائز وحرام کہنا شریعت مطہرہ پر کھلا افترا ہے جو وہابی دیوبندی بغیر کسی دلیل شرعی کے محض اپنے جی سے اس کو حرام ٹھہرائے وہ پکا بے دین اور پورا بے حیا ہے۔ اپنے کفر وارتداد پر مناظرہ کرنے سے اپنے گھر کے اندر دبکنا اور اس کے مسائل فرعیہ پر ہمکنا دیوبندی بے حیائی کا عجیب مظاہرہ ہے علمائے اہلسنّت نے اپنے فتاویٰ مبارکہ میں ان تمام باتوں کا آفتاب سے زائد روشن ثبوت دیا ہے لہٰذا کچھ اور لکھنا بے ضرورت سمجھ کر صرف اِسی فتاویٰ مبارکہ کی تصدیق پر اکتفا ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ واتم واحکم۔

الجواب صحیح فقیر محمد نور احمد قادری اسلام آبادی

الجواب صحیح وخلافہ قبیح　　فقیر عبدالرحمٰن بنگالی اسلام آباد ساکن مہورو

کتبہ احقر الناس محمد عزیز الحق عفی عنہ

خادم مدرسہ امداد العلوم میگھل فقیر بانٹ طرداری چاٹگام (بنگلہ دیش)

الجواب: اولیائے کرام کے مقبروں پر صندل چڑھانا لوبان کا جلانا پھول چڑھانا بے شک جائز ہے کیونکہ نص صریح اس کی ممانعت پر دال نہیں اور اصل اشیاء کا مباح ہے۔ فقط

احقر العباد نذیر احمد نظام پوری اسلام آبادی

قطعہ تاریخ از حضرت وصاف الحبیب فاضل نوجوان واعظ خوش بیان جناب مولینا حافظ قاری ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی زید مجدہم العالی فی الحال ساکن گونڈل کاٹھیاواڑ

قبر کامل پہ نواز صندل — عزّ و توقیر ہے راز صندل
نفع زائر کے لئے ہم نے کیا — عطر و خوشبو سے گداز صندل
منع کیوں کرتا ہے اس کو نجدی — اصل اباحت میں مجاز صندل
شوخ نجدی کو سنا دو خنجر — دیکھ ظاہر ہے جواز صندل

۱۳____ھ____۵۱

الجواب صحیح و صواب والمجیب نجیح و مثاب والمنکر قد خسرو خاب

عبید المصطفیٰ محمد اشرف رضا صدیقی قادری رضوی باتھوی

خادم الافتاء والقضا ادارہ شرعیہ مہاراشٹر۔

مناظرِ اعظم ہند کی نصیحت

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ★ وعلی ذویہ وصحبہ ابد الدہور کرما

پیارے بھولے بھالے سُنی بھائیو! اپنے دین و دنیا کو ان دشمنانِ دین و دنیا کے حملوں سے بچاؤ، آپس کی ذاتی عداوتیں دنیاوی دشمنیاں، نفسانی مخالفتیں اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لئے چھوڑ کر شریعتِ مطہرہ کا دامن مضبوط تھام کر وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں، صلح کلیوں اور جملہ دشمنانِ دین کے حملوں سے اسلام و سنیت کو بچانے کیلئے باہم جلد متفق و متحد ہو جاؤ۔ پھر اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وسلم تمہارے ساتھ ہونگے، کامیابی دارین کے سہرے تمہارے سر بندھیں گے۔

واللہ الموفق والحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مقامات مقدسہ کے نقشوں کا احترام

جس جانماز (مصلی) پر خانہ کعبہ، روضہ اطہر، مدینہ منورہ، بیت المقدس بغداد شریف، اجمیر شریف و دیگر مقامات مقدسہ کے متبرک نقشے ہوں ان پر پیر نہ رکھیں۔ نہ اس پر کھڑے ہوں، نہ نماز پڑھیں، صوفیائے کرام فرماتے ہیں ادب ہی تصوف ہے۔۔۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ سیدنا امام احمد رضا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے رسالہ مبارکہ ''بدر الانوار فی آداب الآثار'' میں نقل فرماتے ہیں کہ علامہ تاج الدین صاحب فاکہانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مبارک 'فجر منیر' میں تحریر فرمایا ہے کہ روضۂ مبارک سید عالم ﷺ کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے۔ جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع و خواص میں یقیناً خود اس کا قائم مقام ہے۔ جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے۔ لہذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعجاز و اکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

''بے ادب محروم گشت از فضل رب''
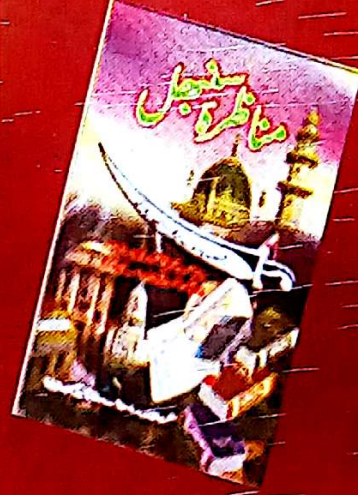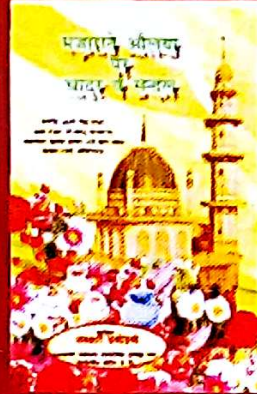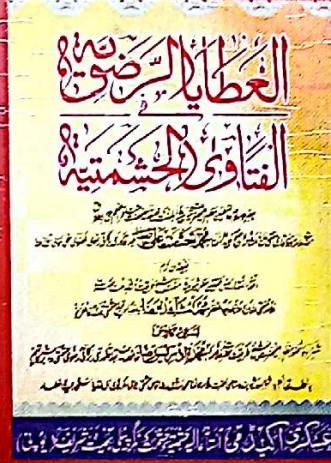
الفتاوی الحشمتیۃ
العطایا الرضویۃ فی الفتاوی الحشمتیۃ
احباب اہلسنت اکیڈمی کے نشریات میں حصہ لیکر اپنے مرشدان کرام ومرحومین کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کریں اور ثواب وسعادت دارین کی سرفرازی حاصل کریں۔
(نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت مولانا الحاج)
محمد سنابل رضا خاں حشمتی
جنرل سکریٹری سنی جمیعۃ العلماء اترپردیش
مہتمم جامعہ اہلسنت حشمت الرضا
کرنیل گنج کانپور
NOORI-9319608197